عاشوراء کے موقع پر کی جانے والی بدعات اور گمراہیاں

ما يفعله الشيعة في عاشوراء بدعة وضلالة

[اردو- أردو - urdu]

شیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ

تنسیق: اسلام ہا ؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

تنسيق: موقع islamhouse

2012 - 1433

IslamHouse.com

عاشوراء کے موقع پر کی جانے والی بدعات اور گمراہیاں

میں دبی میں رہائش پذیر ہوں اور ہمارے گرد و پیش بہت سارے شیعہ رہتے ہیں وہ ہمیشہ دعوی کرتے ہیں کہ نو اور دس محرم کو ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ محبت کی دلیل ہے، اور ایسے عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا:

{ہائے یوسف! ان کی آنکھیں رنج و غم کی وجہ سے سفید ہو چکی تھیں، اور وہ غم کو دبائے ہوئے تھے، بیٹوں نے کہا واللہ ! آپ ہمیشہ یوسف کی یاد ہی میں لگے رہیں گے یہاں تك کہ گھل جائیں یا ختم ہی ہو جائیں، انہوں نے کہا میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں، مجھے کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے}.

برائے مہربانی آپ یہ بتائیں کہ سینہ کوبی اور ماتم کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الحمد للہ

عاشوراء میں شیعہ حضرات جو ماتم و سینہ کوبی کرتے ہیں، اور اپنے آپ کو زنجیروں اور چھریاں وغیرہ مارتے ہیں، اور تلواروں کے ساتھ اپنے سر زخمی کرتے اور خون نکالتے ہیں دین اسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں ملتی، بلکہ یہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے ایسی کوئی چیز مشروع نہیں فرمائی اور نہ ہی اس ماتم کے قریب بھی کچھ مشروع کیا ہے کہ اگر کوئی عظیم مقام و رتبہ والا شخص فوت ہو جائی یا کوئی دوسری شہید ہو تو اس کے ماتم میں ایسی خرافات کی جائیں.

نبی كريم صلى اللہ علیہ وسلم كی زندگی میں كئی ایك كبار صحابہ كرام كی شہادت ہوئی اور آپ صلى اللہ علیہ وسلم ان كی موت پر غمزدہ بھی ہوئے مثلا حمزہ بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ لیكن اس كے باوجود نبی كريم صلى اللہ علیہ وسلم نے ایسا كوئی عمل نہیں كیا جو شیعہ حضرات كرتے ہیں، اور اگر یہ كام خیر و بھلائی ہوتی تو نبی كريم صلى اللہ علیہ وسلم اس میں ہم سے سبقت لے جاتے.

اور پھر یعقوب علیہ السلام نے سینہ كوبی نہیں كی، اور نہ ہی اپنے چہرے كو زخمی كیا، اور نہ خون بہایا، اور نہ ہی اس دن كو جس میں یوسف علیہ السلام گم ہوئے تھے تہوار بنایا اور نہ ہی اس روز كو ماتم كے لیے مختص كیا، بلكہ وہ تو اپنے پیارے اور عزیز بیٹے كو یاد كرتے اور اس كی دوری سے پریشان و غمزدہ ہوتے تھے، اور یہ ایسی چیز ہے جس كا كوئی بھی انكار نہیں كر سكتا اور كوئی بھی روك نہیں سكتا، بلكہ ممانعت و برائی تو اس میں ہے جو جاہلیت كے امور بطور وراثت لے كر اپنائے جائیں جن سے اسلام نے منع كر دیا ہو.

بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالى عنہما سے مروی ہے كہ نبی كريم صلى اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے بھی رخسار پیٹے اور گریبان چاك كیا اور جاہلیت كی آوازیں لگائیں وہ ہم میں سے نہیں"

صحیح بخاری حدیث نمبر (١٢٩٤) صحیح مسلم حدیث نمبر (١٠٣).

چنانچہ یوم عاشوراء كے دن شیعہ حضرات جو غلط كام كرتے ہیں اس كی دین اسلام میں كوئی دلیل نہیں ملتی، اور نبی كريم صلى اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے كسی ایك كو بھی اس كی تعلیم نہیں دی، اور نہ ہی كسی صحابی یا كسی دوسرے كی موت پر ایسے اعمال كیے، اور پھر نبی كريم صلى اللہ علیہ وسلم كی موت پر صحابہ كرام

نے بھی ایسا نہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی مصیبت تو حسین رضی اللہ تعالی کی موت سے بھی زیادہ ہے.

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"ہر مسلمان کو چاہیے کہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل ہونے پر غمزدہ ہونا چاہیے کیونکہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ مسلمانوں کے سردار اور علماء صحابہ کرام میں سے تھے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور آپ کی اس بیٹی کی اولاد میں سے جو سب بیٹیوں سے افضل تھی، اور پھر حسین رضی اللہ تعالی عنہ عابد و زاہد اور سخی و شجاعت و بہادری کا وصف رکھتے تھے.

لیکن شیعہ حضرات جو کچھ کرتے ہیں اور جزع و فزع اور غم کا اظہار جس میں اکثر طور پر تصنع و بناوٹ اور ریاء ہوتی ہے ان کا یہ عمل اچھا نہیں، حالانکہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے والد علی رضی اللہ تعالی عنہ تو حسین سے افضل تھے انہیں شہید کیا گیا لیکن وہ اس کے قتل ہونے پر ماتم نہیں کرتے جس طرح وہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل ہونے والے دن ماتم کرتے ہیں.

کیونکہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے والد علی رضی اللہ تعالی عنہ کو چالیس ہجری سترہ رمضان المبارك جمعہ کے روز اس وقت قتل کیا گیا جب وہ نماز فجر کی ادائیگی کے لیے جا رہے تھے، اور اسی طرح اہل سنت کے ہاں عثمان رضی اللہ تعالی عنہ علی رضی اللہ تعالی عنہ سے افضل ہیں انہیں محاصرہ کر کے ان کے گھر میں چھتیس ہجری ماہ ذوالحجہ کے ایام تشریق میں شہید کیا گیا، اور انہیں رگ رگ کاٹ کر ذبح کیا گیا، لیکن لوگوں نے ان کے قتل کے دن کو ماتم نہیں بنایا.

اور اسی طرح عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ جو کہ عثمان اور علی رضی اللہ تعالی عنہما سے افضل ہیں انہیں نماز فجر پڑھاتے ہوئے محراب میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے شہید کیا گیا لیکن لوگوں نے ان کی موت کے دن کو ماتم کا دن نہیں بنایا.

اور اسی طرح ابو بكر صديق رضی اللہ تعالی عنہ ان سے افضل تھے اور لوگوں نے ان كی موت كے دن كو ماتم والا دن نہيں بنايا، اور پھر نبی كريم صلی اللہ عليہ وسلم تو دنيا و آخرت ميں اولاد آدم كے سردار ہيں آپ كو بھی اسی طرح قبض كيا گيا اور فوت كيا گيا جس طرح پہلے انبياء كو فوت كيا گيا، ليكن كسی ايك نے بھی ان كی موت كو ماتم نہيں بنايا، اور وہ ان رافضی جاہلوں كی طرح كريں جس طرح وہ حسين رضی اللہ تعالی عنہ كے قتل ہونے كے دن خرافات كرتے ہيں...

اس طرح كی مصيبتوں كے وقت سب سے بہتر وہی عمل ہے جو حسين رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انہوں نے اپنے نانا رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم سے روايت كيا ہے كہ رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

"جس كسی مسلمان كو بھی كوئی مصيبت پہنچی ہو اور وہ مصيبت ياد آئے چاہے وہ پرانی ہی ہو چكی ہو تو وہ نئے سرے سے دوبارہ انا للہ و انا اليہ راجعون پڑھے تو اللہ تعالی اسے اس مصيبت كے پہنچنے والے دن جتنا ہی اجر و ثواب عطا كرتا ہے"

اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے روايت كيا ہے " انتہی

ديكھيں: البداية والنهاية (٨ / ٢٢١).

اور ايك مقام پر لكھتے ہيں:

"چوتھی صدی ہجری كے آس پاس بنو بويہ كے دور حكومت ميں رافضی شيعہ حضرات اسراف كا شكار ہوئے اور بغداد وغيرہ ميں يوم عاشوراء كے موقع پر ڈھول پيٹے جاتے اور راستوں اور بازاروں ميں ريت وغيرہ پھيلا دی جاتی اور دكانوں پر ٹاٹ لٹكا ديے جاتے، اور لوگ غم و حزن كا اظہار كرتے اور روتے، اور ان ميں سے اكثر لوگ اس رات پانی نہيں پيتے تھے تا كہ حسين رضی اللہ تعالی عنہ كی موافقت ہو؛ كيونكہ وہ پياسے قتل ہوئے تھے.

پھر عورتيں چہرے ننگے كر كے نكلتيں اور اپنے رخسار پيٹتيں اور سينہ كوبی كرتيں ہوئی بازاروں سے ننگے پاؤں گزرتيں اور اسكے علاوہ بھی كئی ايك قبيح قسم كی

بدعات اور شنیع خواہشات اور اپنی جانب سے ایجاد کردہ تباہ کن اعمال کرتے، اور اس سے وہ حکومت بنو امیہ کو برا قرار دیتے کیونکہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ ان کے دور حکومت میں قتل ہوئے تھے.

لیکن اہل شام کے نواصب نے شیعہ و رافضیوں کے برعکس کام کیا، وہ یوم عاشوراء میں دانے پکا کر تقسیم کرتے اور غسل کر کے خوشبو لگا کر بہترین قسم کا لباس زیب تن کرتے اور اس دن کو تہوار اور عید بنا لیتے اور مختلف قسم کے کھانے تیار کر کے خوشی و سرور کا اظہار کرتے، ان کا مقصد رافضیوں کی مخالفت اور ان سے عناد ظاہر کرنا تھا " انتہی

دیکھیں: البدایة والنهایة (۸ / ۲۲۰).

جس طرح اس دن ماتم کرنا بدعت ہے اسی طرح اس دن خوشی و سرور ظاہر کرنا اور جشن منانا بھی بدعت ہے، اسی لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے سبب میں شیطان نے لوگوں میں دو قسم کی بدعات ایجاد کروائیں ایك تو یوم عاشوراء کے دن ماتم کرنا اور غم و حزن کا اظہار اور سینہ کوبی کرنا اور مرثیے پڑھنا... اور دوسری بدعت خوشی و سرور کا اظہار کرنا...

ان لوگوں نے غم و حزن اور ماتم ایجاد کیا اور دوسروں نے اس کے مقابلہ میں خوشی و سرور کی ایجاد کی اور اس طرح وہ یوم عاشوراء کو سرمہ ڈالنااور غسل کرنا اور اہل و عیال کو زیادہ کھلانا پلانا اور عادت سے ہٹ کر انواع و اقسام کے کھانا تیارکرنا جیسی بدعت ایجاد کر لی، اور ہر بدعت گمراہی ہے آئمہ اربعہ وغیرہ دوسرے مسلمان علماء نے نہ تو اسے اور نہ ہی اس کو مستحب قرار دیا ہے " انتہی

ماخوذ از: منهاج السنة (٤ / ٥٥٤) مختصرا

یہاں اس پر متنبہ رہنا چاہیے کہ ان غلط قسم کے اعمال کی پشت پناہی دشمنان اسلام کرتے ہیں تا کہ وہ اپنے گندے مقاصد تك پہنچ سکیں اور اسلام اور مسلمانوں کی

صورت کو مسخ کرکے دنیا میں پیش کریں، اسی سلسلہ میں موسی الموسوی اپنی کتاب " الشیعۃ و التصحیح " میں لکھتے ہیں:

"لیکن اس میں کوئی شك و شبہ نہیں کہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے سوگ میں دس محرم کے دن سینہ کوبی کرنا اور سروں پر تلواریں مار کر سر زخمی کرنا اور زنجیر زنی کرنا ہندوستان سے انگریز دور حکومت کے وقت ایران اور عراق میں داخل ہوا، اور انگریزوں نے شیعہ کی جہالت اور امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے محبت کو موقع غنیمت جانتے ہوئے انہیں سروں پر بیرنگ مارنے کی تعلیم دی، حتی کہ ابھی قریب تك طہران اور بغداد میں برطانوی سفارت خانے ان حسینی قافلوں کی مالی مدد کیا کرتے تھے جو اس دن سڑکوں پر نکالنے جاتے، اس کے پیچھے غرض صرف سیاسی اور انگریزی استعمار و غلبہ تھا تا کہ وہ اس کو بڑھا کر اس کی آبیاری کریں، اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے معاشرے اور آزاد میڈیا کے سامنے ایك معقول بہانا مہیا کرنا چاہتے تھے جو برطانیہ کا ہندوستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں قبضہ کی مخالفت کرتے تھے.

اور وہ یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ ان ممالك میں بسنے والے وحشی ہیں جو تربیت کے محتاج ہیں کہ انہیں جہالت اور وحشیوں کی وادی سے نکال کر ترقی یافتہ معاشرہ بنایا جائے، اس طرح یورپي اور انگریزي روزناموں اور میگزینوں میں تصاویر شائع کی جاتیں کہ ہزاروں افراد کے قافلے عاشوراء کے موقع پر زنجیر زنی سے ماتم کر کے بازاروں میں گھوم رہے ہیں اور سروں پر تلوار اور بیرنگ سے خون نکالا گیا ہے.

اس طرح یہ استعماری تھنك ٹینك ان ممالك میں قبضہ اور استعمار کو ایك انسانی واجب بنا کر پیش کرتے، اور کہتے کہ ان ممالك کی یہ ثقافت ہے اس لیے اسے ترقی کی ضرورت ہے اور کہا جاتا ہے کہ انگریز قبضہ کے وقت عراق کے وزیر اعظم " یاسین ہاشمی " نے جب لندن کا دورہ کیا اور انگریزوں سے وائسرائے کے نظام کو ختم کرنے کا کہا تو انگریز کہنا لگا: ہم عراق میں عراقی لوگوں کی مدد کے لیے ہیں تا کہ وہ سعادت

حاصل کریں اور بربریت سے نکلنے کی نعمت حاصل کر سکیں تو اس بات سے " یاسین ہاشمی " غصہ میں آیا اور ناراض ہو کر مذاکرات کے کمرہ سے نکل آیا، لیکن انگریز نے بڑی چالاکی دکھاتے ہوئے اس سے معذرت کی اور بڑے احترام سے اسے عراق کے متعلق ایك فلم دیکھنے کی درخواست کی جس میں حسینی قافلے نجف و کربلاء اور کاظمیہ کی سڑکوں پر سینہ کوبی اور زنجیر زنی کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا، گویا کہ انگریز اسے یہ کہنا چاہتے تھے: کیا یہ قوم اتنی ہی گری ہوئی ہے جس میں ذرا بھی ترقی کی رمق نہیں جو اپنے ساتھ یہ سلوك کر رہی ہے ؟! " انتہی

واللہ اعلم .